4اپریل1961

ازعدالت الاعظمیٰ

ریاست آندھراپردیش

بنام

عبدالخدیر

(بی۔پی۔سنہا، چیف جسٹس، ایس۔کے۔داس، اے۔کے۔سرکار، کے۔سی۔داس گپتا اور این۔راجاگوپالاآئینگر،جسٹسز)

خارجی حکم۔بھارتی شہری کامختصرمدت کیلئے پاکستان جانااور پاکستان کا پاسپورٹ اور بھارتی ویزا لے کرواپس آنا،اگروہ غیرملکی بن جاتا ہے۔زیادہ قیام کیلئے سزا،اگرپائیدار رہو۔ غیرملکی قانون،1946 (13 آف 1946)،دفعات 3(2)(سی)،8، 9 ۔ شہریت ایکٹ، 1955(LVII آف 1955)،دفعہ 9 ۔ آئین ہند،آرٹیکل 5(اے)۔

جواب دہندہ 1924 میں ہندوستان میں پیدا ہوا تھا اور تقریبا 1954 کے آخر تک وہاں رہا تھا۔وہ 1958 تک دس سال سے ہندوستان میں اپنی دکان کا کرایہ ادا کر رہے تھے اور ان کا خاندان ہندوستان میں تھا اور ہمیشہ رہا ہے۔ 1954 کے آخر یا 1955 کے آغاز میں وہ پاکستان چلے گئے جہاں سے وہ 20 جنوری 1955 کوحکومت پاکستان کی طرف سے منظور کردہ پاسپورٹ پر واپس آئے،جس پر ہندوستانی حکام نے ویزا کی توثیق کی تھی جس پر ہندوستانی حکام نے انہیں اپریل 1955 تک ہندوستان میں رہنے کی اجازت دی تھی، مدعا علیہ نے ویزا کے ذریعہ اجازت شدہ وقت میں توسیع کے لئے مرکزی حکومت کو درخواست دی لیکن ریکارڈ میں یہ نہیں دکھایا گیا کہ کیا حکم ہے۔ اگر کوئی ہے،تو اس پر بنایا گیا تھا. چونکہ مدعا علیہ ویزا میں مقررہ وقت سے زیادہ رہا تھا، اس لیے اسے 3 ستمبر 1957 کو آندھرا

پردیش حکومت کی جانب سے غیر ملکی قانون، 1946 کی دفعہ 3(2)(سی) کے تحت ایک حکم جاری کیا گیا تھا، جس کے تحت اسے ہندوستان چھوڑنے کا حکم دیا گیا تھا۔ حکم نامے میں اسے پاکستانی شہری قرار دیا گیا ہے۔ اس حکم کی تعمیل میں ناکامی پر ان پر غیر ملکی قانون کی دفعہ 14 کے تحت مقدمہ چلایا گیا۔ اس کا دفاع یہ تھا کہ وہ ایک ہندوستانی شہری تھا۔ مجسٹریٹ نے اس دفاع کو مسترد کرتے ہوئے اسے مجرم قرار دیا کہ (الف) یہ حقیقت کہ مدعا علیہ نے پاکستانی پاسپورٹ حاصل کیا ہے، یہ ثابت کرتا ہے کہ اس نے ہندوستانی شہریت سے انکار کیا ہے اور ہندوستانی شہری نہیں ہے اور (ب) ویزا کے ذریعہ مقررہ وقت میں توسیع کرنے سے انکار کر کے مرکزی حکومت نے فیصلہ کیا تھا کہ مدعا علیہ غیر ملکی ہے اور غیر ملکی ایکٹ کی دفعہ 8 کے تحت، اس طرح کا فیصلہ فضول تھا۔ سیشن جج نے مدعا علیہ کی اپیل کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ مدعا علیہ کی ویزا کے ذریعہ طے شدہ مدت میں توسیع کی درخواست سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نے اپنی ہندوستانی شہریت ترک کر دی ہے اور پاکستان کی شہریت حاصل کر لی ہے۔ آندھرا پردیش ہائی کورٹ نے نظر ثانی میں سزا کو خارج کر دیا۔ ریاست آندھرا پردیش کی اپیل پر۔

انہوں نے کہا کہ نہ تو مجسٹریٹ اور نہ ہی سیشن جج اپنے اس نتیجے پر پہنچنے کے مجاز ہیں کہ مدعا علیہ، جو ایک ہندوستانی شہری ہے، نے شہریت ایکٹ، 1955 کی دفعہ 9(2) کے تحت اپنی شہریت چھوڑ دی ہے اور پاکستان کی شہریت حاصل کر لی ہے، یہ فیصلہ صرف مقررہ اتھارٹی کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے جو اس ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کے تحت مرکزی حکومت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مرکزی حکومت نے ویزا میں توسیع کرنے سے انکار کر دیا تھا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس نے اس دفعہ کے تحت فیصلہ کیا تھا کہ مدعا علیہ نے اپنی ہندوستانی شہریت ترک کر دی تھی اور پاکستان کی شہریت حاصل کر لی تھی۔ کسی بھی صورت میں، مرکزی حکومت شہریت قانون کی دفعہ 9(2) کے تحت کسی فیصلے پر پہنچ سکے، اس قانون کے تحت بنائے گئے قواعد کے قاعدہ 30 میں طے شدہ جانچ کی جانی تھی اور اس طرح کی کوئی جانچ نہیں کی گئی تھی۔

ثابت شدہ حقائق کی بنیاد پر، مدعا علیہ آئین کے آرٹیکل 5(اے) کے تحت ہندوستانی شہری بن گیا جب یہ نافذ ہوا۔ اس طرح انہوں نے غیر ملکی قانون کی دفعہ 9 کے تحت ان پر یہ ثابت کرنے کی ذمہ داری ادا کی کہ جب یہ تنازعہ چل رہا تھا تو وہ ہندوستانی شہری تھے۔ لہٰذا مدعا علیہ کی جانب سے حکومت

پاکستان سے حاصل کیا گیا پاسپورٹ صرف اس بات کا ثبوت ہوگا کہ مدعاعلیہ نے بھارتی شہریت ترک کر کے پاکستان کی شہریت حاصل کرلی ہے۔ تاہم عدالت میں اس طرح کے ثبوتوں کا کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ شہریت قانون کی دفعہ 9(2) کے پیش نظر کوئی بھی عدالت یہ فیصلہ نہیں کرسکتی تھی کہ آیا کسی ہندوستانی شہری نے اپنی شہریت ترک کردی ہے اور کسی دوسرے ملک کی شہریت حاصل کی ہے۔

غیرملکی قانون کی دفعہ 8 کا اس معاملے میں کوئی اطلاق نہیں تھا کیونکہ اس کا اطلاق صرف وہاں ہوتا ہے جہاں ایک غیرملکی کو ایک سے زیادہ غیرملکی ممالک کے قانون کے ذریعہ شہری کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے یا جہاں یہ غیر یقینی ہے کہ غیرملکی کو کون سی شہریت دی جائے اور موجودہ معاملے میں یہ سوال نہیں تھا بلکہ سوال یہ تھا کہ مدعاعلیہ ہندوستانی تھا یا غیرملکی۔

مدعاعلیہ کا پاکستان کا مختصر دورہ اس ملک کی طرف ہجرت کے مترادف نہیں تھا۔

سوال یہ ہے کہ کیا آئین کے آرٹیکل 7 مورخہ 26 جنوری 1950 کے بعد ہندوستان سے پاکستان ہجرت پر غور کرتا ہے؟

فوجداری اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1959 کی فوجداری اپیل نمبر 192۔

27 اکتوبر 1958 کو حیدرآباد میں آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل 1958 کے فوجداری نظرثانی کیس نمبر 395 میں کی گئی۔

ایم سی سیتلواڈ، اٹارنی جنرل آف انڈیا، ٹی وی آر ٹاٹاچری اور ٹی ایم سین، اپیل کنندہ کی طرف سے۔

آر۔تھیاگاراجن، این ایس مانی کے لئے۔جواب دہندہ کے لئے

4اپریل 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس سرکار ۔ مدعا علیہ کو ریاست آندھرا پردیش کے اڈونی کے جوڈیشل مجسٹریٹ نے غیرملکی ایکٹ، 1946 کی دفعہ 14 کے تحت قصوروار ٹھہرایا تھا۔ کرنول کے سیشن جج سے ان کی اپیل خارج کر دی گئی۔ اس کے بعد انہوں نے نظر ثانی کے لئے آندھرا پردیش ہائی کورٹ کا رخ کیا اور نظر ثانی کی درخواست منظور کر لی گئی۔ لہٰذا ریاست آندھرا پردیش کی موجودہ اپیل۔

20 جنوری 1955 کو مدعا علیہ حکومت پاکستان کی جانب سے منظور کردہ پاسپورٹ پر اڈونی آیا تھا جس پر 10 جنوری 1955 کی تاریخ درج تھی۔ پاسپورٹ پر ہندوستانی حکام کی طرف سے دیئے گئے ویزا کی توثیق کی گئی تھی جس نے مدعا علیہ کو 14 اپریل 1955 تک ہندوستان میں رہنے کی اجازت دی تھی۔ جواب دہندہ اس تاریخ کے بعد بھی ہندوستان میں ہی رہا۔ ایسا لگتا ہے کہ کسی تاریخ کو، جس کا ریکارڈ سے قطعی طور پر پتہ نہیں چل سکا، انہوں نے صحت کی بنیاد پر 2 ستمبر 1957 تک اپنے ویزا میں توسیع کے لئے حکومت ہند کو ایک درخواست دی تھی۔ تاہم ریکارڈ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس نمائندگی پر کیا حکم دیا گیا تھا۔ 3 ستمبر 1957 کو آندھرا پردیش کی حکومت کی طرف سے 9 اگست 1957 کو ایک حکم نامہ جاری کیا گیا جس میں انہیں ہندوستان چھوڑنے کا حکم دیا گیا تھا۔ چونکہ مدعا علیہ نے اس حکم کی ہدایت کے مطابق ہندوستان نہیں چھوڑا تھا، لہٰذا اس پر پہلے بیان کردہ نتائج کے ساتھ مقدمہ چلایا گیا تھا۔

پاسپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ جواب دہندہ 1924 میں اڈونی میں پیدا ہوا تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ جواب دہندہ نے میونسپل برتھ رجسٹر سے ایک اقتباس پیش کیا ہے، جو ریکارڈ پر نہیں ہے، لیکن ممکنہ طور پر ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس طرح پیدا ہوا تھا۔ ان کے ہندوستان چھوڑنے کی تاریخ کے ریکارڈ پر موجود واحد ثبوت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ 1954 کے آخر یا 1955 کے اوائل میں ہوا ہوگا۔ اس بات کے ثبوت موجود ہیں کہ وہ 1958 سے پہلے تقریبا دس سال سے اڈونی میں اپنی دکان کا کرایہ ادا کر رہے تھے اور ان کے والدین، بھائی، بیوی اور بچے ہمیشہ ہندوستان میں تھے اور ہمیشہ رہے ہیں۔

مدعا علیہ پر ہندوستان چھوڑنے کے حکم کی خلاف ورزی کا الزام عائد کیا گیا تھا جو غیر ملکی قانون کی دفعہ 3(2)(سی) کے تحت کیا گیا تھا۔ اب ان پر حکم نہیں دیا جاسکتا تھا اور نہ ہی اس کی خلاف ورزی پر انہیں سزا دی جاسکتی تھی، اگر وہ غیر ملکی نہیں تھے۔ یہ جواب دہندہ کا دفاع تھا، یعنی، کہ وہ غیر ملکی نہیں تھا. سوال یہ ہے کہ کیا وہ غیر ملکی تھا؟

فاضل جوڈیشل مجسٹریٹ نے پایا کہ پاکستانی حکام سے پاسپورٹ حاصل کر کے اس نے ہندوستانی شہریت چھوڑ دی ہے اور وہ ہندوستانی شہری نہیں ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ غیر ملکی قانون کی دفعہ 9 اس معاملے پر لاگو نہیں ہوتی ہے لیکن اس ایکٹ کی دفعہ 8 کا اطلاق ہوتا ہے اور اس دفعہ کے تحت حکومت کی طرف سے کسی شخص کو غیر ملکی قرار دینے کا فیصلہ حتمی ہوتا ہے اور اس معاملے میں مدعا علیہ کے بارے میں ایسا فیصلہ کیا گیا تھا کیونکہ حکومت نے اسے ویزا کی توسیع نہ دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ ان بنیادوں پر انہوں نے پایا کہ مدعا علیہ ایک غیر ملکی تھا۔

ہمیں ایسا لگتا ہے کہ یہ دونوں بنیادیں ناقابل قبول ہیں۔ دفعہ 8 کا اطلاق ایسے معاملے پر ہوتا ہے جہاں "ایک غیر ملکی کو ایک سے زیادہ غیر ملکی ممالک کے قانون کے ذریعہ شہری کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے یا جہاں کسی بھی وجہ سے، یہ غیر یقینی ہے کہ اگر کوئی غیر ملکی ہے تو کون سی قومیت ہے۔ سیکشن میں کہا گیا ہے کہ ایسے معاملات میں مقررہ اتھارٹی کو یہ فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے کہ غیر ملکی کو کس ملک کا شہری سمجھا جائے اور ایسا فیصلہ حتمی ہوگا۔ لہٰذا اس دفعہ کا اطلاق ایسے شخص پر ہوتا ہے جو غیر ملکی ہے اور سوال یہ ہے کہ وہ کس غیر ملکی ملک کا شہری ہے۔ مدعا علیہ کے معاملے میں ایسا کوئی سوال پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی اس طرح کے سوال کے کسی مقررہ اتھارٹی کے ذریعہ کوئی فیصلہ کیا جاسکتا تھا۔ لہٰذا فاضل مجسٹریٹ نے واضح طور پر دفعہ 8 پر بھروسہ کرنے میں غلطی کی۔

جہاں تک پاسپورٹ کا تعلق ہے تو فاضل مجسٹریٹ اس نتیجے پر نہیں پہنچے کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مدعا علیہ ہمیشہ سے پاکستانی شہری تھا۔ انہوں نے جو کیا وہ یہ سوچنا تھا کہ جواب دہندہ جو پہلے ایک ہندوستانی شہری تھا، اس نے اسے حاصل کر کے ہندوستانی شہریت سے انکار کر دیا تھا اور ہندوستانی شہری ہونا چھوڑ دیا تھا۔

اب شہریت قانون 1955 کی دفعہ 9(2) میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا کسی ہندوستانی شہری نے کسی دوسرے ملک کی شہریت حاصل کی ہے تو اس کا تعین اس طرح کے اتھارٹی کے ذریعہ اور اس طریقے سے کیا جائے گا جو مقرر کیا جائے۔ اس ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کے قاعدہ 30 کے تحت، اس سوال کا فیصلہ کرنے کا اختیار مرکزی حکومت کے پاس ہے۔ لہٰذا اس سوال کا فیصلہ عدالتیں نہیں کر سکتیں کہ آیا بھارتی شہری نے پاکستانی شہریت حاصل کی تھی یا نہیں۔ لہٰذا مجسٹریٹ کے پاس پاسپورٹ کی بنیاد پر یہ نتیجہ اخذ کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا کہ مدعا علیہ، جو ایک ہندوستانی شہری ہے، نے پاکستانی شہریت حاصل کر لی ہے۔ نہ ہی مجسٹریٹ کے سامنے ایسا کچھ تھا جس سے یہ ظاہر ہو کہ مرکزی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ مدعا علیہ نے ہندوستانی شہریت ترک کر دی ہے اور پاکستان کی شہریت حاصل کر لی ہے۔ فاضل مجسٹریٹ کا خیال تھا کہ یہ حقیقت کہ مرکزی حکومت نے مدعا علیہ کے ویزے میں توسیع کرنے سے انکار کر دیا تھا، یہ ثابت کرتا ہے کہ اس نے پاکستانی شہریت حاصل کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس نظریے کی ایک بار پھر ضرورت نہیں تھی۔ اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے کہ مرکزی حکومت نے مدعا علیہ کے ویزا کو بڑھانے سے انکار کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ اگر ایسا ہوتا تو یہ اس کے اس فیصلے کے مترادف نہیں ہوتا کہ مدعا علیہ، جو ایک ہندوستانی شہری ہے، نے بعد میں پاکستانی شہریت حاصل کی تھی کیونکہ اس طرح کا انکار ہو سکتا ہے جب توسیع کے لئے درخواست دہندہ ہمیشہ پاکستانی شہری رہا ہو۔ مزید برآں، مرکزی حکومت کی طرف سے یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ کسی ہندوستانی شہری نے غیر ملکی شہریت حاصل کر لی ہے، شہریت قانون کے تحت بنائے گئے قواعد کے قاعدہ 30 میں طے شدہ جانچ کی جانی چاہئے اور اس طرح کی کوئی جانچ نہیں کی گئی تھی۔ اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مرکزی حکومت نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ مدعا علیہ، جو ایک ہندوستانی شہری ہے، نے پاکستان کی شہریت حاصل کر لی ہے۔

یہ سوال کہ آیا کوئی شخص ہندوستانی شہری ہے یا غیر ملکی، اس سوال سے الگ ہے کہ آیا کسی شخص نے کبھی ہندوستانی شہری ہونے کے بعد اس شہریت کو ترک کر دیا ہے اور غیر ملکی شہریت حاصل کر لی ہے، یہ وہ نہیں ہے جو فیصلہ کرنے کے لئے مرکزی حکومت کے خصوصی دائرہ اختیار میں ہے۔ عدالتیں اس کا فیصلہ کر سکتی ہیں اور اس لیے فاضل مجسٹریٹ ایسا کر سکتے تھے۔ تاہم انہوں نے اس سوال کا فیصلہ نہیں کیا، یعنی یہ معلوم ہوا کہ جواب دہندہ ہمیشہ سے پاکستانی شہری رہا ہے۔ ریکارڈ پر موجود ثبوتوں پر اس طرح کے نتائج کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ان تمام وجوہات کی بناء پر ہم سمجھتے ہیں کہ فاضل مجسٹریٹ کی طرف سے مدعا علیہ کی سزا اچھی طرح سے قائم نہیں تھی۔

فاضل سیشن جج کے فیصلے کی بات کی جائے تو ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے خود کو اس استدلال پر مبنی کیا ہے کہ وقت میں توسیع کے لئے درخواست دینے والے یعنی ہمارے سامنے مدعا علیہ کا طرز عمل یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ ہندوستان کا شہری نہیں ہے اور اس نے پاکستان کی شہریت حاصل کر لی ہے، اگر وہ ہندوستان کا شہری تھا، وہ یہ عرضی اٹھا سکتے تھے اور اس سوال کا فیصلہ مرکزی حکومت کر سکتی تھی جیسا کہ شہریت قانون کے تحت بنائے گئے قواعد کے رول 30، ذیلی قاعدہ 1 کے تحت تصور کیا گیا تھا اور توسیع کے لئے درخواست دینے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ واضح طور پر فاضل سیشن جج اس بنیاد پر کارروائی کر رہے تھے کہ مدعا علیہ نے اپنی ہندوستانی شہریت ترک کر کے پاکستانی شہریت حاصل کر لی تھی۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں، یہ ایسا سوال نہیں ہے جس پر فیصلہ کرنے کے لئے عدالت کے پاس کھلا ہو اور اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اس کا فیصلہ مرکزی حکومت نے کیا ہے جس کے پاس اکیلے اس کا فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔ فاضل سیشن جج نے خود کو اس سوال کی طرف ہدایت نہیں کی جس کا وہ فیصلہ کر سکتے ہیں، یعنی کیا مدعا علیہ شروع سے ہی پاکستانی شہری رہا ہے۔ لہٰذا ان کے فیصلے کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔

ہم نے اپنے ریکارڈ پر موجود ثبوتوں کا جائزہ لیا ہے اور یہ کہنے سے قاصر ہیں کہ اس پر یقین کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت تک کوئی سزا نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ ثبوت نہ دیا جائے کہ مدعا علیہ غیر ملکی ہے، یعنی ایک ایسا شخص جو ہندوستانی شہری نہیں ہے 1957 : کے ایکٹ 2 کے ذریعہ ترمیم شدہ غیر ملکی ایکٹ کی دفعہ 2 (اے) دیکھیں۔

شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ مدعا علیہ پاکستان گیا تھا لیکن اس کے حوالے سے واحد ثبوت یہ ہے کہ وہ 1954 کے آخر یا 1955 کے آغاز میں وہاں گیا تھا۔ یہ ثبوت اس بات کی بھی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ وہاں مختصر وقت کے لئے رہا تھا۔ وہ اڈونی میں اپنی دکان کا کرایہ ادا کر رہے تھے۔ اس کا خاندان ہمیشہ وہاں تھا. لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے کبھی پاکستان ہجرت نہیں کی تھی۔ ظاہر ہے کہ پاکستان کا مختصر دورہ اس ملک میں ہجرت کرنے کے مترادف نہیں ہوگا۔ اس نے پاکستان سے جو پاسپورٹ حاصل کیا ہے وہ بلاشبہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ وہ پاکستانی شہری تھا۔ جہاں تک اس کیس کے حقائق کا تعلق ہے تو آئین کے نفاذ پر اس کو ہندوستانی شہری مانا جانا چاہیے، پاسپورٹ اس سے زیادہ کچھ نہیں دکھا سکتا کہ اس نے ہندوستانی شہریت ترک کر دی اور پاکستانی شہریت حاصل کر لی۔ اس طرح کے ثبوت موجودہ معاملے میں کسی کام کے نہیں ہوں گے کیونکہ شہریت قانون کی دفعہ 9(2) کے پیش نظر عدالت یہ فیصلہ نہیں کر سکتی ہے کہ آیا کسی ہندوستانی شہری نے دوسرے ملک کی شہریت حاصل کی ہے یا نہیں۔

پھر پوزیشن یہ ہے۔ مدعا علیہ نے واضح طور پر غیر ملکی قانون کی دفعہ 9 کے تحت یہ ثابت کرنے کی ذمہ داری سے دستبرداری اختیار کی ہے کہ وہ غیر ملکی نہیں تھا، یہ ثابت کر کے کہ وہ 26 جنوری 1950 سے پہلے ہندوستان میں پیدا ہوا تھا اور ڈومیسائل تھا، جب آئین نافذ ہوا تھا اور اس طرح آئین کے آرٹیکل 5 (اے) کے تحت ہندوستانی شہری بن گیا تھا۔ انہوں نے مزید ثابت کیا ہے کہ انہوں نے کبھی پاکستان ہجرت نہیں کی تھی۔ یہ نہیں دکھایا گیا ہے کہ مرکزی حکومت نے شہریت قانون کی دفعہ 9 کے تحت ان کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا ہے کہ انہوں نے غیر ملکی شہریت حاصل کی ہے۔ لہٰذا کسی بھی عدالت کے ذریعے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مدعا علیہ جو ہندوستانی شہری تھا وہ ایسا نہیں رہا اور غیر ملکی بن گیا ہے۔ لہذا، اس معاملے کے مقصد کے لئے یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ مدعا علیہ غیر ملکی نہیں تھا اور غیر ملکی ایکٹ کی دفعہ 3 (ایل) (سی) کے تحت اس کے خلاف کوئی حکم نہیں دیا جا سکتا ہے۔ مدعا علیہ کے ذریعہ اس طرح کے حکم کی خلاف ورزی کے لئے سزا پوری طرح سے غیر قانونی ہوگی۔

حالانکہ ہم ہائی کورٹ کے فیصلے کو برقرار رکھے ہوئے ہیں، لیکن ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہم اس کے ذریعہ بیان کردہ وجوہات کی بنا پر ایسا نہیں کرتے ہیں۔ ان وجوہات پر بحث کرنا غیر ضروری ہے لیکن ہم ایک بات کی نشاندہی کرنا چاہیں گے کہ ایسا لگتا ہے کہ ہائی کورٹ کی رائے ہے کہ آئین کا آرٹیکل 7 26 جنوری 1950 کے بعد بھی ہندوستان سے پاکستان ہجرت پر غور کرتا ہے۔ ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں آرٹیکل 7 کی اس تشریح کی صداقت کو قبول یا توثیق کرنے کے لئے نہیں لیا جانا چاہئے۔ آرٹیکل 7 سے آرٹیکل 5 اور 6 کے ابتدائی الفاظ میں حوالہ اس حقیقت کے ساتھ ملا کر لیا گیا ہے کہ آرٹیکل 5 اور 6 دونوں کا تعلق شہریت (آئین کے آغاز کے وقت) کے علاوہ مختلف دیگر امور سے ہے، اس نتیجے کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ آرٹیکل 7 میں ذکر کردہ ہجرت 26 جنوری 1950 سے پہلے کی ہے۔ اور یہ کہ فاضل جج نے آرٹیکل 7 پر جو متضاد بیان دیا ہے وہ جائز نہیں ہے، لیکن اس نقطہ نظر میں کہ ہم نے اس کیس کے حقائق کا جائزہ لیا ہے، یعنی کہ مدعا علیہ کبھی پاکستان ہجرت نہیں کر سکا تھا، ہم اس سوال پر مزید مکمل طور پر جانے یا آخر میں اس پر فیصلہ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے ہیں۔

نتیجے میں ہم اپیل مسترد کرتے ہیں۔

اپیل خارج کردی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.05.09 16:03
I am the author of this document